المستدرک

از: ڈائریکٹر سیرت چیئر، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور
ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر

تعریف:

مستدرک کی جمع مستدرکات ہے۔ مستدرک حدیث کی اس کتاب کو کہتے ہیں۔ ''جس میں وہ احادیث جمع ہوں جو کسی مصنف کی شرائط کے مطابق ہوں مگر اس کی کتاب میں موجود نہ ہوں'' (۱)

محدثین کے نزدیک استدراک کا مطلب یہ ہے کہ ان احادیث کو یک جا کر دیا جائے جو حدیث کی کسی کتاب کی شرائط کے مطابق ہوں مگر مصنف نے ان کو اپنی کتاب میں شامل نہ کیا ہو۔

جس طرح شیخین نے تمام احادیث صحیحہ کو اپنی کتب میں جمع کرنے کا دعوٰی نہیں کیا۔ اس لیے ایسی احادیث موجود ہیں جو بخاری و مسلم یا ان میں سے کسی ایک کی شرائط کے مطابق ہوں۔ مگر ان کو دونوں کتابوں میں شامل نہیں کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ علماء نے بخاری و مسلم پر مستدرکات لکھنے کا اہتمام کیا ہے۔

کتب مستدرکات:

۱۔ مستدرك على الصحيحين: ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بن حاکم نیسابوری (ت ۴۰۵ھ) حافظ ذہبی (ت ۷۴۸ھ) نے مستدرک حاکم کا خلاصہ لکھا ہے

۲۔ مستدرك على الصحيحين: حافظ ابوذر عبد بن احمد بن محمد بن عبداللہ ہروی (ت ۴۳۴ھ)(۲)

تعارف مؤلفین مستدرکا

امام حاکم نیسابوریؒ

امام حاکم کی کنیت ابوعبداللہ اور نام محمد بن محمد بن عبداللہ بن حمدویہ بن نعیم ہے(۳)۔ابن البیع اور حاکم نیسابوری کے نام سے مشہور ہیں(۴)۔نیشاپور(۵) کے رہنے والے بڑے حافظ حدیث اور بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں(۶)۔

بروز سوموار ۱۳/ربیع الأول ۳۲۱ھ کو نیشاپور میں پیدا ہوئے(۷) لیکن منجی اور طہانی کی نسبتوں سے ان کا عربی قبائل سے خاندانی تعلق ظاہر ہوتا ہے۔

والد اور ماموں کی زیرنگرانی بچپن میں ہی پڑھنا شروع کردیا(۸)۔ بیس سال کی عمر میں عراق کا سفر اختیار کیا اور فریضہ حج ادا کیا۔حج کرنے کے بعد خراسان اور ماوراء النہر کے علاقہ کے مختلف شہروں میں تقریباً دو ہزار سے زیادہ شیوخ سے کسبِ فیض کیا(۹)۔

لیکن حافظ خلیل بن عبداللہؒ کے مطابق امام حاکمؒ نے دو سفر کئے،ایک تحصیل علم کے لیے عراق کی طرف اور دوسرا حج کیلئے مکہ معظّمہ کی طرف(۱۰)۔اس کی تائید ابن خلکان نے بھی کی ہے۔لکھتے ہیں:" وله الى الحجاز والعراق رحلتان، وكانت الرحلة الثانيه سنة ستين وثلث مائة"(۱۱)۔ (امام حاکم نے عراق اور حجاز کی طرف دو سفر کیے۔دوسرا سفر ۳۶۰ھ میں کیا تھا)۔

آپ کی تصانیف ۵۰۰ اجزاء پر مشتمل ہیں(۱۲)۔ابن خلکان کے مطابق یہ تعداد ۱۵۰۰ اجزاء تک ہے(۱۳)۔ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ المدخل الی الصحیحین
۲۔ العلل
۳۔ الامالی
٤۔ فوائدالشیوخ
٥۔ امالی العشیات
٦۔ تراجم الشیوخ
۷۔ تاریخ نیسابور
۸۔ فضائل امام الشافعی

۹۔ مستدرك على الصحيحين ۱۰۔ ما تفرد به كل من الامامين
۱۱۔ معرفة علوم الحديث(١٤)۔

امام ابوعبداللہ ؒ کا قول ہے کہ میں نے زم زم کا پانی پی کر خدا سے حسن تصنیف کی دعا کی تھی(۱۵)۔

بعض علما نے امام حاکم ؒ پر اعتراض بھی کیے ہیں عام طور پر وہ درست نہیں ہیں۔ابن طاہر کہتے ہیں کہ میں نے ابو اسماعیل انصاری ؒ سے حاکم ؒ کے متعلق پوچھا تو کہنے لگا ''حدیث میں ثقہ اور قابل اعتماد ہیں لیکن رافضی ہیں''۔ابن طاہر کہتے ہیں ''باطن میں متعصب شیعہ ہیں اور ظاہر میں شیخین کی فضیلت اور ان کی خلافت کے برحق ہونے میں اہل سنت کے ہمنوا ہیں۔حضرت معاویہ اور ان کے اخلاف سے سخت منحرف ہیں۔اس کا برملا اظہار کرتے تھے اور اس سلسلہ میں معذرت کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے''(۱۶)۔

امام ذہبی ؒ ان کے مؤقف کی تردید کرتے ہیں اور لکھتے ہیں:

''میں کہتا ہوں حضرت علیؓ کے مخالفین سے ان کا انحراف صحیح اور درست ہے۔شیخین کی ہر حالت میں تعظیم و تکریم کرتے تھے مائل بہ تشیع ضرور ہیں مگر رافضی ہرگز نہیں ہیں''(۱۷)۔

امام حاکم صفر ۴۰۵ھ میں وفات پا گئے۔قاضی ابوبکر حیری نے نماز جنازہ پڑھائی(۱۸)۔

المستدرك على الصحيحين

امام حاکم نے ''المستدرك على الصحيحين'' کے شروع میں اس کی جمع و تالیف کا سبب، غرض و غایت اور ان حالات کا ذکر کیا ہے جو اس کی ترتیب و تالیف کے باعث ہوئے تھے۔آپ لکھتے ہیں:

''ائمہ حدیث میں امام محمد بن اسماعیل البخاری اور امام مسلم بن حجاج القشیری نے صحیح حدیثوں کے دو نہایت عمدہ اور بیش قیمت مجموعے مرتب کیے ہیں۔ان دونوں کتابوں کی پوری دنیا میں شہرت ہے لیکن دونوں بزرگوں میں سے کسی نے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ ان کی جمع کردہ روایات کے علاوہ اور کوئی بھی

روایت صحیح نہیں ہے۔مگر ہمارے عہد کے بعض مبتدعین اوراہل اہواء جومحدثین پرسب وشتم کرنے میں بہت جری واقع ہوئے ہیں یہ کہتے ہیں کہ صحیح روایات کی تعداد دس ہزار سے زیادہ نہیں ہے۔ یہ مجموعہ اسانید جوایک ہزار یااس سے کچھ کم وبیش اجزاء پر مشتمل ہے سب کے سب سقیم اور غیر صحیح ہیں۔اس صورت حال کے پیش نظر اس شہر کے کچھ اعیان ومشاہیر اہل علم نے مجھ سے یہ خواہش ظاہر کی کہ میں ایک ایسی کتاب مدوّن کروں جوان حدیثوں پر مشتمل ہو جن کی اسانید اسی طرح کی ہوں جس طرح کی اسانید کو محمد بن اسماعیل (البخاری) اور مسلم بن الحجاج نے صحیح اور قابل استدلال قرار دیا ہو۔اس لیے کہ جو حدیث علت قادحہ سے خالی ہواس کو صحیح سے خارج کرنے کے کوئی معنی نہیں''(۱۹)۔

مستدرک کی اہمیت:

مستدرک کا شمار حدیث کے مشہور اوراہم مصادر میں ہوتا ہے اور بعض حیثیتوں سے اس کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ؒ نے کتب حدیث کے تیسرے طبقہ میں اس کو شمار کیا ہے۔ اس طبقہ میں سنن دارمی، سنن دارقطنی ،مسند ابی داوَد طیالسیؒ اور مصنف ابن ابی شیبہ ؒ جیسی اہم اور بلند پایہ کتابیں ہیں۔بعض محدثین نے اس کا رتبہ صحیح ابن حبان ؒ کے قریب قریب بتایا ہے اوراس کا نام صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان کے ساتھ لیا ہے۔حافظ ابن الصلاحؒ اور امام نووی ؒ نے صحاح کے بعد حدیث کے جن مصادر کو زیادہ اہم،قابل اعتماد اور مفید قرار دیا ہے۔ان میں سنن دارقطنی کے بعد مستدرک امام حاکم کا نام لیا ہے۔

مستدرک حاکم کی روایات کی نوعیت:

امام حاکم ؒ کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ مستدرک میں مندرجہ ذیل نوعیت کی روایات آئی ہیں:

۱۔ وہ روایات جو شیخین کے معیار وشرائط کے مطابق ہیں لیکن انہوں نے اپنی کتابوں میں انہیں درج نہیں کیا۔

۲۔ وہ روایات جو شیخین میں سے کسی ایک کی شرائط کے مطابق تھیں لیکن درج ہونے سے رہ گئیں۔

۳۔ وہ روایات جو شیخین میں سے کسی ایک کی شرائط کے مطابق نہیں تھیں لیکن امام حاکم کی تحقیق کے مطابق ان میں علت اور سقم نہیں تھا(۲۰)۔

۴۔ امام حاکم کے بیان کے مطابق بعض ایسی روایات بھی مستدرک میں آئی ہیں جن پر کلام کیا گیا ہے اور وہ آپ کے معیار اور شرائط کے مطابق بھی نہیں ہیں لیکن آپ نے ان کو شواہد و متابعات کی حیثیت سے نقل کیا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ کی وفات پر خضر علیہ السلام کی تعزیت کی حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ''هذا شاهد لما تقدم وان كان عباد بن عبدالصمد ليس من شروط هذا الكتاب''(۲۱)۔

(یہ حدیث ماقبل حدیث کی شاہد ہے اگرچہ عباد بن عبدالصمد اس کتاب کے شروط پر نہیں ہیں)۔

امام حاکمؒ نے مستدرک میں کہیں کہیں ایک مقدمہ کا حوالہ دیا ہے۔ جس میں آپ نے ان اصول و مبادی اور خصوصیات و شرائط کا مفصل ذکر کیا تھا جن کو مستدرک کی تالیف و ترتیب میں مدنظر رکھا تھا لیکن یہ مقدمہ مستدرک کے مطبوعہ نسخے میں شامل نہیں ہے۔ یا تو وہ محفوظ نہیں رہا یا حاکمؒ اسے پوری طرح مرتب نہیں کر سکے۔ اگر یہ مقدمہ موجود ہوتا تو اس سے مستدرک کے اصول و شرائط اور اس کی روایات کی نوعیت اور خصوصیات معلوم کرنے میں بڑی آسانی ہوتی تاہم جہاں آپ نے اس کے حوالے دیئے ہیں ان سے بھی مستدرک کی روایات کی نوعیت و خصوصیت کا کچھ اندازہ ہوتا ہے۔ اس لئے ذیل میں مستدرک کی روایات کی بعض نوعیتیں ان حوالوں کی مدد سے قلمبند کی جاتی ہیں:

۱۔ معروف تابعی کی روایت کو مستدرک میں لیا جائے گا اور اس کو صحیح کا درجہ دیا جائے گا۔ خواہ اس نے ایک ہی صحابی سے روایت کی ہو۔

۲۔ ثقہ رواۃ کے تفرد اور اضافات کی تخریج بھی کی جائے گی بشرطیکہ وہ مؤلف کی تحقیق کے مطابق علت سے خالی ہوں۔

۳۔ حلال وحرام کے متعلق روایات میں زیادہ احتیاط برتی جائے گی۔ فضائل اعمال کے سلسلہ کی حدیثوں میں زیادہ سختی سے کام نہ لیا جائے گا(۲۲)۔

مستدرک کی خصوصیات:

۱۔ امام حاکم نے اس کی ترتیب، ابواب کی تبویب اور روایات کے نقل وانتخاب میں حسن وموزونیت کے علاوہ بعض مقامات میں جدّت واختراع سے کام لیا ہے۔ اس سے آپ کی محنت اور جانفشانی کا اندازہ بھی ہوتا ہے۔ اس ضمن میں آپ لکھتے ہیں: ''جہاں تک تلاش واجتہاد میں میری رسائی ہے میں نے خلفائے اربعہ کے فضائل سے متعلق وہ تمام حدیثیں جمع کر دی ہیں جو صحیح اسناد سے مروی ہیں اور جن کو شیخین نے ترک کر دیا ہے۔ پھر میں نے اس کتاب کے نظم و ترتیب کے لحاظ سے یہ مناسب سمجھا کہ ان بزرگوں کے مناقب کے بعد دیگر صحابہ کرام کے فضائل، وفیات کی ترتیب کے مطابق جمع کروں''(۲۳)۔

۲۔ عام محدثین کے برعکس امام حاکمؒ نے کتاب ''الفتن والملاحم'' کے بعد کتاب ''الاھوال'' کا بھی ایک علیحدہ باب امام ابن خزیمہؒ کے طرز پر قائم کیا ہے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں: ''**قد رویت ما انتهى اليه علمي من فتن آخر الزمان على لسان المصطفى ﷺ بالاسانيد اللائقة بهذا الكتاب: فاما الشيخانؒ فانهما ذكر أهوال القيامة والحشر مدرجا في الفتن وجريت انا في ذلك على اختيار الإمام أبي بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة في أفراد ذلك عن الفتن النائبة والله الموفق لما اخترته**"(۲۴)۔

(میرے علم کے مطابق آخری زمانہ کے فتن کے متعلق آپ ﷺ سے جو کچھ مروی تھا وہ سب میں نے اس کے اندر بہتر اسانید کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ شیخین نے اھوال قیامت اور حشر نشر کی روایات کتاب الفتن ہی میں شامل کر دی ہیں۔ میں نے اس سلسلہ میں ابوبکر بن محمد بن اسحاق بن خزیمہ کے انداز میں اس کو باب الفتن سے علیحدہ ذکر کیا ہے)۔

۳۔ امام بخاری اور دیگر محدثین نے کتاب البیوع میں متعدد مباحث ذکر کیے ہیں مثلاً کتاب السلم، شفعہ اور اجارہ وغیرہ لیکن امام حاکم نے کتاب البیوع کے جامع عنوان ہی میں تمام ابواب کو بھی جمع کر دیا ہے۔اس بارے میں لکھتے ہیں:

''میں نے کتاب البیوع کے ضمن میں ان کتب کو بھی درج کر دیا ہے جن کیلئے امام بخاری نے کتاب البیوع کے آخر میں مستقل عنوانات قائم کیے ہیں۔ یہ وضاحت اس لیے کر دی گئی ہے تا کہ کسی کو یہ وہم نہ ہو کہ میں نے کتاب البیوع کو ان ابواب سے خالی رکھا ہے''(۲۵)۔

۴۔ فضائل صحابہ میں صرف صحابہ کے مناقب وفضائل ہی بیان کرنے پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ ان کے مختصر حالات بھی تحریر کیے ہیں۔

عمار بن یاسر کے بارے میں ابن عون کے حوالے سے لکھتے ہیں **اقبل عمار وهو ابن احدى وتسعين سنة وكان اقدم فى البلاد من رسول الله ﷺ وكان اقبل اليه ثلاثة نفر عقبة بن عامر الجهنى وعمر بن الحارث الخولانى وشريك بن سلمة، فانتهوا اليه جميعا وهو يقول لو ضربتمونا حتى تبلغوا بنا سعفات هجر لعلمنا انا على الحق وانتم على الباطل. فحملوا عليه جميعا فقتلوه وزعم بعض الناس ان عقبة بن عامر الذى قتله ويقال بل قتله عمرو بن الحارث الخولانى قال ابن عمر، والذى اجمع عليه فى عمار انه قتل مع علیؓ بن ابى طالب بصفين فى صفر سنه سبع وثلاثين وهو ابن ثلاث وتسعين سنه ودفن هناك بصفين(٢٦).**

مستدرک میں فقہی مسائل سے کم تعرض کیا گیا ہے تاہم ان کے ذکر سے یکسر خالی بھی نہیں ہے اور امام حاکم نے بعض فقہی اختلافات میں راجح اور اولیٰ کی نشاندہی بھی کی ہے جس سے آپ کی اجتہادی بصیرت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

۵۔ مستدرک کی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ اس میں بعض روایات کے مراجع ومصادر کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔اس سلسلہ میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، مؤطاامام مالک اور صحیح ابن خزیمہ کے نام لئے ہیں۔لیکن بعض کتب مسانید اور وحدان کا نام لئے بغیر بھی ان کی روایات اخذ کی ہیں۔

٦۔ بعض ابواب اور مضامین کی روایات کوجمع کرنے میں بڑااہتمام کیاہےاور بعض حدیثوں کے اسناد وطرق کوجمع کرنے میں بڑےاستقصا سے کام لیاہے۔اس لئے مستدرک میں بکثرت ایسی روایات آئی ہیں جن سے دوسرے مصادر حدیث خالی ہیں۔

٧۔ روایات کی تصحیح وتبویب، ان کے قوی وعزیز، ضعیف وشاذ اور غریب ہونے کی نشان دہی، وقف وارسال، رفع واتصال اور علو اسناد کی تصریح، حفظ وضبط اور اتقان کے لحاظ سے اس کے اولیٰ و احسن ہونے کے شک ووہم، اس کے تفرد، مخالفت، عدم متابعت اور سماع ولقاء کی توضیح اور بعض روایات کے بارے میں یہ بھی بتایا ہے کہ اس کو کس جگہ، کس وقت اور کس ماہ وسال میں انہوں نے روایت کیا ہے۔اسی طرح روایات کے شواہد ومتابعات، فنی مباحث کے متعلق علمائے جرح وتعدیل کے اقوال، روایات ورواۃ کی صحت وقوّت یا ضعف وجرح کو واضح کر کے اس کے دلائل بھی بیان کئے ہیں اور حدیث کے مفہوم وغیرہ کے سلسلے میں بھی مختلف النوع وضاحتیں کی ہیں۔

٨۔ مستدرک کی خصوصیات میں سے ایک اس کا طرزِ استدلال بھی ہے لیکن اکثر دلائل خالص فنی نوعیت کے ہیں۔

۹۔ امام حاکم کے اصول وشرائط اور بحث واستدلال سے مستدرک کی تالیف میں آپ کی احتیاط کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔آپ نے وہی احادیث وروایات درج کرنے کی کوشش کی ہے جوآپ کے اصول ومعیار کے مطابق غیر معلّل اورضعف وسقم سے خالی ہیں۔اس لئے حدیث نقل کرنے کے بعدعموماً آپ نے اس کی صراحت بھی کردی ہے کہ وہ قدح وعلت اور سقم وعیب سے پاک ہےلیکن حاکم کا عام رجحان یہ ہے کہ کوئی صحیح اورغیر معلل حدیث چھوٹنے نہ پائے۔اس لئے احتیاط کے باوجودبھی مستدرک میں تساہل اور مداہنت کوراہ مل گئی ہے(۲۷)۔

روایات کےمتعلق وضاحت:

امام حاکم نے احادیث کے بارے میں مختلف النوع وضاحتیں کی ہیں۔ان سے احادیث کے متعلق مفید معلومات فراہم ہوتی ہیں۔یہ وضاحتیں مختلف طرح کی ہیں:

۱۔ کسی حدیث کے مشہورومتداول ہونے یاکسی خاص مقام میں مروّج ہونے کاذکر۔

۲۔ بعض حدیثوں کےمتعلق بتایا گیاہے کہ وہ کسی خاص مسئلہ میں اساس وبنیاداور حجت ودلیل ہیں۔

۳۔ بعض روایات کےکسی باب میں نقل کرنے کی غرض وغایت بیان کی گئی ہے۔

۴۔ بعض روایات کی اپنے عہد کے حالات کے لحاظ سے خاص اہمیت وضرورت واضح کی ہے۔ مثلاً احتکار کے سلسلہ میں لکھتے ہیں:عسرت اور تنگی کے موقع پر مسلمانوں کا مواسات سے احتراز پرزجروتوبیخ کے بارے میں جواخبار وآثاروارد ہیں ان کا بیان کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ اس وقت مسلمان انہی حالات سے دوچار ہیں۔اس کے بعد لکھتے ہیں:''یہ چھ روایات نہایت تلاش وجستجو کے بعد یہاں نقل کی گئی ہیں گویہ ہماری اس کتاب کی شرط کے موافق نہیں تاہم چونکہ لوگ اس ضیق(تنگی)میں مبتلا ہیں اس لیے یہاں ہم نے ان کونقل کر دیاہے''(۲۸)۔

۵۔ امام حاکم نے کہیں کہیں ابواب کے شروع یا درمیان میں نوٹ لکھے ہیں جو بڑی اہمیت کے حامل ہیں مثلاً: فضائل کے ابواب کے تحت لکھتے ہیں: ''ہم نے صحابہ کرام کے ذکر میں پہلے ان کے نسب و وفات کا ذکر کیا ہے پھر ان کے مناقب میں وہ روایات درج کی ہیں جو شیخین کی شرائط کے مطابق ہیں لیکن انہوں نے انہیں روایت نہیں کیا۔ ہم کو اعتراف ہے کہ ہم اس باب میں محمد بن عمر الواقدی اور ان جیسے رواۃ کی روایات سے صرف نظر نہیں کر سکے ہیں (۲۹)۔

٦۔ اصحاب صفہ کے بیان میں امام حاکم نے ان کے متعلق روایات کی مدد سے ان کے ناموں کی مفصل فہرست دی ہے۔ ان کے طبقات وغیرہ کا ذکر کیا ہے اور ان کے اشغال، معمولات اور امتیازی خصوصیات کے سلسلہ میں ان سے اصحابِ تصوف کے پہلو کو خاص طور پر نمایاں کیا ہے (۳۰)۔

مستدرک کی تلخیصات:

جن علماء نے مستدرک پر کام کیا ہے ان میں حافظ ذہبی (م ۷۴۸ھ) کا نام زیادہ مشہور ہے۔ حافظ ذہبی نے مستدرک کی تلخیص لکھی جو بہت مشہور ہے اور اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ خود ان کی اور بعض دیگر علماء کی رائے میں اس (تلخیص) کو دیکھے بغیر مستدرک کی صحت پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس میں حافظ ذہبی نے طویل احادیث اور اسناد کا اختصار ہی نہیں کیا بلکہ جا بجا حاکم پر نقد و تعقب کر کے احادیث کی تصحیح میں ان کے تساہل، روایات میں ضعف و نکارت اور رواۃ میں جرح و سقم کو بھی واضح کیا ہے۔

حافظ ذہبی نے اپنی تلخیص میں بعض مواقع پر حاکم کی توثیق و تائید اور بعض مواقع پر سکوت اختیار کیا ہے یہ حاکم کی رائے سے اتفاق ہی ہے۔ رہا ان کا نقد و تعقب تو اس کی مختلف نوعیتیں ہیں۔

۱۔ حاکم نے کسی حدیث کو شیخین یا ان میں سے کسی ایک کی شرائط کے مطابق بتایا ہے اور حافظ ذہبی نے اس کی تردید کی۔

۲۔ حاکم نے کسی حدیث کو شیخین کی شرائط کے مطابق قرار دیا لیکن حافظ ذہبی کی تحقیق میں وہ صرف ایک ہی کی شرائط کے مطابق ہے۔

۳۔ حاکم نے احادیث کی صحت اور رجال اسناد کی قوت کا ذکر کیا ہے اور حافظ ذہبی نے ان کا ضعف، جرح وتعدیل اور سقم ثابت کیا ہے۔

اس میں شبہ نہیں کہ حافظ ذہبی نے بڑی دقت نظر سے مستدرک کی تلخیص کی تھی اور ان کے تعقب کا زیادہ حصہ صحیح ہے لیکن کہیں کہیں اس میں فروگزاشتیں بھی ہیں۔ مثلاً کسوف کے بیان میں ایک حدیث نقل کرنے کے بعد حاکم نے صرف اس قدر لکھا ہے: لم یخرجاه یعنی شیخین نے اس روایت کی تخریج نہیں کی ہے۔ حافظ ذہبی نے اس پر تنقید کی ہے: ''واسناده حسن وما هو علی شرط واحد منهما (۳۱)۔

(اس کی اسناد حسن ہیں لیکن یہ شیخین میں سے کسی کی شرط کے مطابق نہیں)۔ حالانکہ حاکم نے یہاں سرے سے حدیث کے شیخین کی شرط کے مطابق نہ ہونے کا ذکر ہی نہیں کیا۔ بلکہ صرف یہ لکھا ہے کہ شیخین نے اس روایت کی تخریج نہیں کی ہے (۳۲)۔

مستدرک اور امام حاکم پر بعض اعتراضات کا اجمالی جائزہ:

امام حاکم اور ان کی مستدرک پر چند اعتراضات میں سے بعض تو غلط ہیں اور بعض غلط نہیں۔ اس لیے ان کا اجمالی جائزہ لینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ امام حاکم اور ان کی مستدرک پر سب سے مشہور الزام تساہل کا ہے۔ اس سلسلہ میں چند اور ضمنی الزامات بھی عائد کئے گئے ہیں لیکن ان کا اصل تعلق بھی تساہل ہی سے ہے۔

مستدرک اور صحیحین:

مستدرک کی تالیف کا مقصد صحیحین کی ان متروک روایات کو جمع کرنا ہے جو امام حاکم کے خیال میں ان شرائط و معیار کے مطابق صحیح ہونے کے باوجود ان میں شامل نہیں کی گئیں۔ اس سلسلہ میں بحث طلب امر یہ ہے کہ امام حاکم نے جن روایات کے شیخین کی شرط کے مطابق صحیح ہونے کا دعوٰی کیا ہے وہ واقعتاً صحیح ہیں یا نہیں۔ حافظ ابوسعید مالینی کا بیان ہے ''طالعت کتاب المستدرك علی الشیخین الذی صنفه الحاکم من اوله الی آخره، فلم أر فیه حدیثا علی شرطهما''(۳۳)(میں نے مستدرک کا مطالعہ کیا تو مجھ کو اس کی ایک حدیث بھی شیخین کی شرائط کے مطابق نہیں ملی)۔

حافظ ابراہیم بن محمد ارموی کہتے ہیں: ''ابوعبداللہ حاکم نے مستدرک میں بہت سی ایسی روایات جمع کی ہیں جن کے بارے میں گو ان کا خیال ہے کہ وہ شیخین کی طرح صحیح ہیں۔ لیکن علمائے کبار نے اس سلسلہ میں حاکم کو غلط ٹھہرایا ہے اور ان پر سخت نکیر کی ہے(۳۴)۔

حافظ ابوسعید مالینی کی رائے کو عام طور پر حقیقت سے بعید اور زیادتی پر محمول کیا گیا ہے۔ حافظ ذہبی نے اس کی نہایت پرزور تردید کی۔ حافظ ذہبی کی تردید اس لیے زیادہ معتبر اور قابل لحاظ ہے کہ انہوں نے مستدرک کا دقت نظر سے مطالعہ کیا ہے اور اس کی تلخیص لکھی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

"هذه مكابرة وغلو وليست رتبة أبی سعيد أن يحكم بهذا، بل فی "المستدرك" شیء كثير علی شرطهما، وشیء كثير علی شرط أحدهما، ولعل مجموع ذلك ثلث الكتاب بل أقل، فإنّ فی كثير من ذلك أحاديث فی الظاهر علی شرط أحدهما أو كليهما، وفی الباطن لها علل خفية مؤثّرة، وقطعة من الكتاب إسنادها صالح وحسن وجيد، وذلك نحو رُبعه، وباقی الكتاب مناكير وعجائب، وفی غضون ذلك احاديث نحو المئة يشهد القلب ببطلانها، كنت قد أفردت منها جزءًا وحديث الطير بالنسبة إليها سماء، وبكل حال فهوكتاب مفيد قد اختصرته(۳۵).

(مستدرک کے متعلق حافظ ابوسعید مالینی کی) یہ رائے سراسر زیادتی اور صریح ناانصافی پر مبنی ہے اور ابوسعید کا یہ مقام نہیں کہ وہ اس پر حکم لگائے۔ انصاف کی بات یہ ہے کہ مستدرک کا بہت سا حصّہ ان دونوں میں سے کسی روایات پر مشتمل ہے جو شیخین کی شرائط کے مطابق ہے اور بہت سا حصّہ ان دونوں میں سے کسی ایک کی شرائط کے مطابق ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ کتاب کا ایک تہائی یا اس سے کم حصّہ ہو۔ بلاشبہ ان میں سے بہت سی احادیث ظاہری طور پر ان دونوں میں سے کسی ایک کی شرط کے مطابق ہیں یا دونوں کی شرائط کے مطابق لیکن باطنی طور پر ان میں مؤثر مخفی علل ہیں اور کتاب کے ایک حصّہ کی اسناد صالح، حسن اور جید ہیں اور ایک چوتھائی اسی قسم کا ہے۔ باقی کتاب منکر اور موضوع (عجائب) روایات پر مشتمل ہے۔ اسی طرح سَو کے قریب ایسی احادیث ہیں جن کے باطل ہونے کی دل گواہی دیتا ہے۔ میں نے اس میں سے ایک حصّہ کو الگ کر دیا۔ ان کی نسبت ''حدیث الطیر'' آسان ہے۔ بہر حال وہ مفید کتاب ہے اور میں نے اس کا اختصار کیا ہے]۔

امام ذہبی کی اس عبارت پر شعیب الارنووط اور محمد نعیم عرقوسی نے حاشیہ لکھا ہے:

''اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ذہبی نے مختصر میں پوری طرح اہتمام سے کام نہیں لیا۔ حدیثوں پر باریک بینی سے غور نہ کیا۔ اس لیے امام حاکم کی غیر صحیح احادیث پر انہوں نے کلام نہیں کیا یا بعض اوقات بیان کیا کہ شیخین کی شرائط کے مطابق ہیں یا دونوں میں سے ایک کی شرط کے مطابق ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ امام حاکم کی اسانید پر غور وفکر سے معلوم ہوتا ہے''(۳۶)۔

ضعیف اور موضوع روایات:

دوسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ مستدرک میں ضعیف اور موضوع روایات پائی جاتی ہیں۔

حافظ ذہبی لکھتے ہیں: ''اس میں شک نہیں کہ مستدرک میں ایسی حدیثیں بھی ہیں جو شرائط صحت کے خلاف ہیں بلکہ موضوع حدیثیں بھی ہیں جو اس کے شایانِ شان نہیں''(۳۷)۔

مستدرک میں ضعیف ومنکر بلکہ موضوع روایات کا بھی یقینی طور پر پایا جانا ثابت ہے۔حافظ ابن الجوزی نے مستدرک کی ساٹھ حدیثوں کوموضوع قرار دیا ہے۔لیکن ان میں سے اکثر کومحدثین نے تسلیم نہیں کیا ہے۔رہیں ضعیف روایات تو وہ موضوعات کے ساتھ شامل ہوکر چوتھے حصہ کے برابر ہوں گی۔ضعیف احادیث سے (بخاری ومسلم کے علاوہ) کوئی کتاب بھی خالی نہیں ہے لیکن مستدرک میں ان کی تعداد اس لئے زائد معلوم ہوتی ہے کہ وہ خود ضخیم کتاب ہے اوراس کی ضخامت کے اعتبار سے یہ تعداد زیادہ نہیں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے مستدرک کا شمار حدیث کے تیسرے طبقہ کی کتب میں کیا ہے۔ اس طبقہ کے متعلق ان کا اوران کے والد حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کا بیان ہے: ’’اگرچہ ان کتابوں کے مؤلفین علوم حدیث میں ماہر، ثقہ اور ضبط وعدالت کی صفات سے متصف تھے۔لیکن ان میں صحیح، حسن اورضعیف ہرقسم کی حدیثیں پائی جاتی ہیں۔ بلکہ ان کی بعض حدیثیں موضوع بھی ہیں گوان کے اکثر رواۃ عدالت کی صفت سے متصف ہیں تاہم بعض مستوراور مجہول الحال ہیں (۳۸)۔

مستدرک کی احادیث پراعتراضات:

المستدرک کی بعض احادیث پر اعتراض کیا گیا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ کچھ موضوع اور ضعیف روایات بھی آ گئی ہیں جیسا کہ امام ذہبی نے مستدرک کے متعلق ابوسعید مالینی کے موقف کے جواب میں لکھا ہے۔ان احادیث کی بناء پر امام حاکم کورافضی قرار دینا یا مستدرک پر تنقید کرنا درست نہیں ہے۔

۱۔ المستدرک کی ’’حدیث الطیر‘‘ پرسب سے زیادہ اعتراض کیا گیا ہے۔اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کوایک بھونا ہوا پرندہ ہدیہ ملا۔تو آپؐ نے فرمایا ’’اے اللہ تیرا سب سے زیادہ محبوب بندہ آئے جو میرے ساتھ اس پرندہ کو کھائے‘‘۔حضرت انس نے دعا کی ’’کوئی انصاری بندہ ہو‘‘۔اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی۔حضرت انسؓ کہتے ہیں میں نے دروازہ کھولا تو حضرت علیؓ تھے۔تو میں نے انہیں یہ کہہ کر ٹال دیا کہ رسول اللہ مصروف ہیں۔دوسری مرتبہ رسول اللہ نے اسی طرح دعا کی۔

دروازہ پر دستک ہوئی تو میں نے دروازہ کھولا تو پھر حضرت علیؓ تھے۔ پہلے کی طرح کہا کہ رسول اللہ مصروف ہیں۔ اس طرح تیسری اور چوتھی مرتبہ دعا کی۔ حضرت علیؓ ہی آتے رہے۔ چوتھی مرتبہ حضرت علیؓ نے مجھے دھکا دے کر اندر داخل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علی ایسا کیوں کیا؟ تو حضرت علیؓ نے فرمایا یہ تیسری یا چوتھی مرتبہ تھا۔ انس مجھے لوٹاتے رہے تو رسول اللہؐ نے حضرت انس سے پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا؟۔ تو حضرت انسؓ نے جواب دیا اے اللہ کے رسولؐ! آپ کی دعا کے لیے میں نے بھی دعا کی تھی اور امید بھی رکھی کہ اس دعا کے مستحق انصاری شخص ٹھہرے۔ تو نبی ﷺ نے حضرت انسؓ کو حضرت علیؓ سے معذرت کرنے کا حکم دیا (۳۹)۔

اس حدیث کے متعلق امام ذہبی نے لکھا ہے "**ابن عياض لا أعرفه، ولقد كنت زمانا طويلا اظن ان حديث الطير لم يجسر الحاكم ان يودعه فى مستدركه فلما علقت هذا الكتاب رأيت الهول من الموضوعات التى فيه فاذا حديث الطير بالنسبة إليها سماء قال وقد رواه عن انس جماعة اكثر من ثلاثين نفسا، ثم صحت الرواية عن على و أبى سعيد و سفينة" (٤٠)۔**

ابن عیاض (راوی) کو میں نہیں جانتا ہوں۔ میں عرصے سے حدیث الطیر کے بارے سوچ رہا تھا کہ امام حاکمؒ نے مستدرک میں کیوں نقل کیا ہے جب میں نے اس کتاب پر حاشیہ لکھا اس کتاب کی تمام موضوع حدیثوں کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ان احادیث کی بہ نسبت، حدیث الطیر کا درجہ بلند ہے۔ اس حدیث کو حضرت انسؓ سے تیس سے زیادہ لوگوں نے اس روایت کیا ہے پھر یہ روایت حضرت علی، ابو سعید اور سفینہ سے صحیح مروی ہے۔

ابن جریرؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور ان کی حدیث الطیر پر مستقل کتاب ہے (۴۱)۔

۲۔ اس حدیث پر اعتراض ہے: **انا الشجرة، وفاطمة فرعها، وعلی لقاحها، والحسن والحسین ثمرتها وشیعتنا ورقها، واصل الشجرة فی جنة عدن، وسائر ذلك فی سائر الجنة(٤٢)۔**

اس حدیث کی وضاحت امام حاکمؒ نے ''ھذا امتن شاذ'' کہہ کر کی ہے۔امام ذہبیؒ لکھتے ہیں یہ بات امام حاکم کے سوا کسی نے بیان نہیں کی ہے۔اس میں میناء تابعی ہے وہ ساقط ہے۔امام ابو حاتمؒ نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔ابن معین نے غیر ثقہ قرار دیا ہے۔لیکن میرا گمان ہے کہ یہ اسحاق دبری پر موضوع ہے کیونکہ حیوة متهم بالكذب ہے اور مؤلف سے مخاطب ہو کر کہتا ہے افما استحییت ایها المؤلف أن تورد هذه الأخلوقات من أقوال الطرقية فیما یستدرك علی الشیخین(۴۳)۔

اس حدیث میں امام حاکمؒ نے میناء بن ابی میناء کو صحابی قرار دیا ہے لیکن یہ تابعی ہے اور ساقط ہے محدثین اس سے حدیث نہیں لیتے تھے۔

۳۔ امام حاکمؒ اور مستدرک پر حضرت علیؓ کے فضائل میں حدیث ''من کنت مولا فعلی مولا'' کی بنا پر بھی اعتراض کیا جاتا ہے اور اسے شیعہ قرار دیتے ہیں۔یہ اعتراض صحیح نہیں ہے کیونکہ انہوں نے مستدرک میں حضرت علی کے فضائل سے زیادہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے فضائل بیان کیے ہیں(۴۴)۔

۴۔ ایک یہ اعتراض اس حدیث پر ہے ''انا مدینة العلم وعلی بابها فمن اراد المدینة فلیأت الباب ''۔اس حدیث میں ابو الصلت راوی ہے جس کو امام حاکمؒ نے ثقہ مامون کہا ہے(۴۵)۔

امام ذہبیؒ نے اس کی تردید کی ہے اور اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے اور ابو الصلت کے بارے میں قسم کھاتے ہیں کہ نہ وہ ثقہ تھے نہ مامون(۴۶)۔

مستدرک میں ضعیف اور موضوع روایات درج ہونے کا اسباب:

اس کے دو اسباب ہیں:

۱۔ ضعیف اور موضوع روایات درج ہونے کا ایک سبب امام حاکم کا بڑھاپا۔

امام سخاوی ؒ لکھتے ہیں: کہا جاتا ہے" ان السبب فی ادخال الحاکم الموضوعات والضعیفات فی المستدرك أنه صنفه فی أواخر عمره، وقد حصلَت له غفلة وتغیر، أو أنه لم یتسیر له تحریره وتنقیحه، ویدل علی ذلك أن تساهله فی قدر الخمس الاول منه قلیل جدا بالنسبة لباقیه"(۴۷)۔

(امام حاکم ؒ کی مستدرک میں موضوع اور ضعیف احادیث داخل ہونے کا سبب ان کا بڑھاپا ہے۔ آخری عمر میں وہ کمزور ہوئے، سستی اور حافظہ بھی بدل گیا۔ یا اسے اپنی تحریر اور تنقیح میسر نہیں ہوئی۔ اس بات کی دلالت پہلے پانچ حصوں پر کرتے ہیں۔ اس میں باقی حصے کی نسبت ضعیف و موضوع بہت کم ہے)۔

۲۔ دوسرا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ امام حافظ ابن حجر کے مطابق حاکم نے مستدرک کا مسودہ تیار کیا تھا۔ جب کوئی شخص مسودہ تیار کرتا ہے تو اس میں غلطی رہ جاتی ہے۔ اس کے بعد مسودہ کی دوبارہ کانٹ چھانٹ کی جاتی ہے۔ اس کے بعد ہی کتاب درست ہو سکتی ہے۔ اس کتاب کے مصنف (حاکم) کو مسودہ کی تصحیح کرنے موقع نہیں ملا (۴۸)۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ امام حاکمؒ نے مسودہ کے چوتھائی حصّہ کی تصحیح کی تھی۔اس کے بعد موت آئی (۴۹)۔

امام حاکمؒ کی دوسرے مؤلفات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ واقعی ایسا ہی ہے۔مثلاً تاریخ نیسابور میں سھل بن عمار العتکی کے بارے میں ''انه کذاب یضع الحدیث'' لکھا ہے۔
اس کے باوجود مستدرک میں اس سے حدیث نقل کی ہے اور اس کو شیخین کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے (۵۰)۔

حوالہ جات

۱۔ ڈاکٹر صبحی صالح، علوم الحدیث (دار العلم للملایین، بیروت، طبع ثالثہ ۱۹۶۵ء) ص ۱۲۴۔

۲۔ محمد محمد ابوزھو، تاریخ وحدیث محدثین: ترجمہ غلام احمد حریری، ص ۵۷۴-۵۵۰۔

۳۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ (مترجم) (اسلامک پبلشنگ ہاوس، ۱۷ اردو بازار لاہور) ۳/۷۰۰۔

۴۔ ابن خلکان، وفیات الاعیان، (منشورات الشریف الرضی، قم، طبع ثانیہ) ۴/۲۸۰۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون (دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء) ۲/۵۵۰۔

۵۔ نیشاپور خراسان کا سب سے خوبصورت شہر ہے۔ السمعانی، الانساب (دار الجنان بیروت ۱۴۰۸ھ-۱۹۸۸ء، طبع اوّل)، ۵/۵۵۰۔

۶۔ تذکرۃ الحفاظ (مترجم) ۲/۷۰۰، وسیر اعلام النبلاء، (مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء، طبع سابعہ) ۱۷/۱۶۳۔

۷۔ سیر اعلام النبلاء، ۱۷/۱۶۳۔

۸۔ ایضاً۔

۹۔ تذکرۃ الحفاظ (مترجم) ۲/۷۰۰۔

۱۰۔ ایضاً۔

۱۱۔ وفیات الاعیان ۴/۲۸۱۔

۱۲۔ تذکرۃ الحفاظ (مترجم) ۲/۷۰۱۔

۱۳۔ وفیات الاعیان،۴/۲۸۰۔

۱۴۔ ایضاً۔

۱۵۔ ذھبی، سیر اعلام النبلاء ۱۷/۱۷۱۔

۱۶۔ ایضاً، ۱۷/۱۷۴-۱۷۵۔

۱۷۔ ذھبی، تذکرۃ الحفاظ (مترجم) ۲/۲۰۳۔

۱۸۔ سیر اعلام النبلاء، ۱۷/۱۷۷۔

۱۹- حاکم، المستدرک علی الصحیحین (دار الکتاب العربی بیروت) ۱/۲-۳۔

۲۰- ایضاً (خطبۃ الکتاب) ۱/۳۔

۲۱۔ ایضاً (کتاب المغازی) ۳/۵۸۔

۲۲۔ مطالعہ نصوص، یونٹ نمبر ۱ تا ۹ کوڈ نمبر ۴۵۵۷ (شعبہ حدیث و سیرت، کلیہ عربی و علوم اسلامیہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، اشاعت اوّل ۲۰۰۰ء) ص ۲۹۵۔

۲۳۔ المستدرک، ۳/۶۱۔

۲۴- ایضاً، ۴/۵۵۸۔

۲۵- ایضاً، (آخر کتاب البیوع) ۲/۶۵-۶۶۔

۲۶- ایضاً، (کتاب معرفۃ الصحابہ) ۳/۳۸۶۔

۲۷۔ مطالعہ نصوص، ص ۲۹۵-۲۹۷۔

۲۸- ایضاً، (کتاب البیوع) ۲/۱۳۔

۲۹- ایضاً، (کتاب معرفۃ الصحابہ) ۳/۶۱۔

۳۰- ایضاً، (کتاب الھجرۃ،)۳/۱۷-۱۸۔

۳۱- ذہبی، تلخیص المستدرک مع المستدرک (الکتاب العربی، دارالفکر بیروت)۱/ ۳۳۵۔

۳۲۔ مستدرک کی یہ تلخیص مستدرک کے متن کے ساتھ چار ضخیم جلدوں میں دارالفکر بیروت سے چھپ چکی ہے۔اور مستدرک کے قلمی نسخے متعدد کتب خانوں میں موجود ہیں۔ دائرۃ المعارف حیدرآباد نے کئی مخطوطات کی مدد سے اسے چار ضخیم جلدوں میں شائع کیا ہے۔

۳۳۔ سیر اعلام النبلاء (مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۹۹۰ء)۱۷/ ۱۷۵۔

۳۴۔ طبقات الشافعیہ، ۳/ ۴۹۔

۳۵۔ سیر اعلام النبلاء، ۱۷/ ۱۷۵-۱۷۶۔

۳۶۔ ایضاً، ۱۷/ ۱۷۶۔

۳۷۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ (دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۸ء)۲/ ۱۶۴۔

۳۸۔ محمد حنیف ندوی، مطالعہ حدیث، ص۲۹۲-۳۰۳ بحوالہ شاہ عبدالعزیز دہلوی، عجالہ نافعہ مع فوائد جامعہ۔

۳۹- المستدرک، ۳/ ۱۳۰۔

۴۰- ذہبی، تلخیص المستدرک مع المستدرک (کتاب معرفۃ الصحابہ)۳/ ۱۳۱۔

۴۱- ڈاکٹر سعید بن عبداللہ، مناھج المحدثین (دارالعلوم السنہ ریاض، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء)، ص ۱۸۶۔

۴۲۔ المستدرک ۳/ ۱۸۰۔

۴۳- ذہبی، تلخیص المستدرک مع المستدرک (کتاب معرفۃ الصحابہ)، ۳/ ۱۶۰۔

۴۴- ڈاکٹر سعد، مناھج المحد ثین، ص ۱۸۸۔

۴۵۔ المستدرک، ۳/۱۲۶۔

۴۶- ذھبی، تلخیص المستدرک، مع المستدرک (کتاب المعرفۃ) ۳/۱۲۶۔

۴۷- ڈاکٹر سعد بن عبداللّٰہ، مناھج المحد ثین، ص ۱۸۹-۱۹۰۔

۴۸- ڈاکٹر سعید بن عبداللّٰہ، مناھج المحد ثین، ص ۱۹۰۔

۴۹- المرجع السابق، ص ۱۹۰۔

۵۰- ایضاً، ص ۱۹۲-۱۹۳۔